E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

Subject / Course - M.A

Paper : **Maghribi Fikr-e-Siasi (Aflatoo ta Marx)**

Module Name/Title : **St. Augustine Social and Political Philosophy**

DEVELOPMENT TEAM	
CONTENT	DDE SLM / Dr. Masood Jaffry
PRESENTATION	Dr. Masood Jaffry
PRODUCER	Rafiq-ur-Rahman

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

اکائی — 4 سینٹ اگسٹن اور سینٹ ٹومس ایک وی ناس
St. Augustine and St. Thomas Aquinas

Structure ساخت

Introduction	تمہید	4.1
St. Augustine	سینٹ اگسٹن	4.2
Life and Work	حیات اور تصنیفات	4.2.1
Civitas Dei Versus Civites Terrena	'ملک الٰہی' اور 'ڈاکوؤں کا راج'	4.2.2
Justice and the State	انصاف اور ریاست	4.2.3
State, Property, War and Slavery	ریاست، جائداد، جنگ اور غلامی	4.2.4
Augustine's Influence	اگسٹن کا اثر	4.2.5
St. Thomas Aquinas	سینٹ ٹومس ایک وی ناس	4.3
St. Thomas Aquinas and the Grand Synthesis	سینٹ اگسٹن اور عظیم امتزاج	4.3.1
Law and the State	قانون اور ریاست	4.3.2
Church and the State	کلیسا اور ریاست	4.3.3
Summary	خلاصہ	4.4
Exercises	مشق	4.5

Introduction تمہید 4.1

رومی تہذیب کے روبہ زوال دور میں سینٹ اگسٹن (354-430ء) ایک عظیم سیاسی نظریہ داں واقع ہوا ہے۔ اس کی شہرت مشہور تصنیف 'ملک الٰہی' (413-415ء) پر مبنی ہے جس نے عیسائیت پر کیئے گئے حملوں کا موثر جواب دیا کیونکہ روم کے زوال کے لئے عیسائیت کو موردِ الزام ٹھہرایا جارہا تھا۔

اگسٹن نے افلاطون، ارسطو، سسرو پلوٹونس کی مکمل یونانی—رومی فلسفیانہ روایت کی ازسرِنو تحقیق کی، تشریح نو کی اور اس کی ہیئت تک بدل ڈالی۔ اس روایت میں قدیم عبرانی طرزِ فکر کو شامل کیا اور عیسائی دینیات اور الہیت کو مضبوطی عطا کی۔ اس نے اپنے پیچھے عظیم علمی خزانہ چھوڑا اور مذہبی عقیدہ کی بیش بہا روایت، یوروپی تہذیب کے لئے وراثت میں دی۔ سیاسی فکر کے میدان میں اس نے ایک نئے زاویہ کی نمائندگی کی۔ یونانی سیاسی فکر کے استاد افلاطون اور ارسطو نے ریاست کا تصور بحیثیت انسان کی فطری تقدیر کے طور پر کیا جس سے اس کی ذہنی و اخلاقی صلاحیتوں کو محسوس کیا جاتا ہے۔ اگسٹن نے انسان کی جسمانی اور روحانی دوہری فطرت کا عیسائی تصور پیش کیا۔ اور اس بات پر زور دیا کہ ان دونوں اجزاء کو سیاسی تنظیم میں جائز اہمیت حاصل ہونی چاہئے۔ انسان کی دنیاوی اور مادی زندگی سے بالاتر ایک مقدس زندگی ہے اور کلیسا وہ ادارہ ہے جو زندگی کے اس مخصوص پہلو کی نگہداشت کا فرض انجام دیتا ہے۔ لہذا، دوہری فرمانبرداری کا نظریہ، دنیاوی اور روحانی زندگی کے درمیان تنازعہ اگسٹن کے بعد، ایک سنجیدہ موضوع برائے بحث بن گیا۔

4.2 سینٹ اگسٹن St. Augustine

4.2.1 حیات اور تصنیفات

اگسٹن (AURELIUS AUGSTINUS) 354ء میں تغاستے،[1] موجودہ الجیریا میں پیدا ہوا۔ اس نے اپنی اعلیٰ تعلیم کارتیج[2] میں مکمل کی جو رومی افریقہ کی راجدھانی تھی۔ اس کی والدہ عیسائیت کی تبلیغ کار تھی لیکن بیٹے کو عیسائی نظریات میں تسکین نہیں ملی۔ اور اس نے دین مانی[3] میں شمولیت اختیار کر لی۔ لیکن چند سالوں میں ہی اس فرقہ سے ناطہ توڑ لیا اور سینٹ ایمبر وس[4] کی حوصلہ افزائی پر عیسائیت قبول کر لی جو ملانی شہر کا پادری تھا۔ اپنی تبدیلیٔ مذہب کے بعد اٹلی سے افریقہ واپسی پر اس نے اپنی زندگی کو تدریس و تصنیف کے لئے وقف کر دیا۔ وہ ہپو[5] کا پادری بن گیا اور ایک راہبانہ زندگی گزارنے لگا۔ ۴۳۰ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اگسٹن کی سب سے مشہور تصانیف 'ملک الٰہی[6] اور 'اقبال[7]' ہیں۔ 'ملک الٰہی' اس الزام کے جواب میں تحریر کی گئی کہ ۴۱۰ء میں ایلیرک[8] کی سربراہی میں وسی گوتھاس[9] کے ہاتھوں روم کی شکست کے لیے عیسائیت ذمہ دار تھی۔ اقبال میں اگسٹن نے اپنی ابتدائی زندگی کی عیش و عشرت اور مصروفیات کے واقعات کو اپنی عظیم فلسفیانہ گہرائی اور شدتِ جذبات کے ساتھ، داستان دوہرائی ہے۔

4.2.2 'ملک الٰہی' اور 'ڈاکوؤں کا راج'

عیسائیت کے تنقید نگاروں کے لئے اگسٹن کا جواب، انجیلی عقیدۂ معاد کی شکل میں اعلان کے طور پر تھا جس میں تاریخ کو، بحیثیت اچھائی اور برائی کے درمیان مستقل جدو جہد اور اچھائی رنیکی کی فتح میں انجام کے بطور پیش کیا گیا۔ انسان دوہری فطرت کا حامل ہے — وہ روح بھی ہے اور جسم بھی۔ اس دوہری فطرت کی وجہ سے وہ بیک وقت دو شہروں یا ریاستوں کا باشندہ ہے — ملک الٰہی جو آسمانی سکون اور روحانی تجارت کی نمائندگی کرتا ہے جب کہ دنیاوی شہر یا ریاست، دنیاوی مادی خواہشات اور رغبت پر مرکوز ہے۔ ''دو قسم کی محبت نے دو شہروں یا ریاستوں کی تخلیق کی۔ نفس کی محبت اور خدا کی نافرمانی نے دنیاوی شہر یا ریاست کی تخلیق کی۔ نفس کی نافرمانی نے ملکِ الٰہی کی''۔ مقدس شہر یا ریاست یعنی دنیا میں خدائی سلطنت کا تصور پہلی بار یہودی قوم میں مجسم ہوا۔ کلیسائی ریاست میں ظاہر ہوا۔ دنیاوی شہر یا ریاست، شیطان کی سلطنت ہے جو غیر اہل کتاب کی سلطنتوں میں ظاہر ہوا۔ غیر اہل کتاب کی سلطنتیں یک روزہ ہوتی ہیں کیونکہ وہ انسانی فطرت کے عارضی اور غیر استقلالی جز پر مبنی ہوتی ہیں۔ صرف کلیسائی ریاست تاریخ کے نشیب و فراز کا مقابلہ کر سکتی ہے اور انسان کو رحمت و سکون تک پہونچا سکتی ہے۔

البتہ یہ ذہن نشیں رہنا چاہئے کہ اگسٹن حقیقی تاریخی تجربہ کی روشنی میں، دونوں شہروں یا ریاستوں کی مکمل علیحدگی کو مفروضہ تسلیم نہیں کرتا۔ یہ نظریاتی تعمیرات ہیں، خیالی طریقے ہیں جو تاریخ میں خلط ملط، سلطنتوں کا خاکہ پیش کرتے ہیں۔ کوئی بھی کلیسا مکمل طور سے برائی سے مبرا نہیں ہوتا اور کوئی بھی ریاست مکمل معنی میں شیطانی نہیں ہوتی''۔ ایک سچے شہر یا ریاست کی واحد بنیاد اور رشتہ،'' اگسٹن اپنے ایک خط میں اظہارِ خیال کرتا ہے،'' عقیدہ اور مضبوط اتحاد کا ہوتا ہے جب محبت کا مقصد عالمگیر نیکی ہوتی ہے، جو بلند ترین اور سچے کردار میں خود خدا ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ایک دوسرے سے محبت کرنے میں سنجیدگی کے

---

1. تغاستے THAGASTE
2. کارتیج CARTHEAGE
3. دین مانی MANICHAEANISM
4. سینٹ ایمبر وس ST. AMBROSE
5. ہپو HIPPO
6. ملک الٰہی CIVITAS DEI
7. اقبال CONFESSIONS
8. ایلیرک ALARIC
9. وسی گوتھاس VISIGOTHAS
10. ارنیسٹ بارکر ERNEST BARKER

ساتھ اس کی ذات میں اور ایک دوسرے کے تئیں ان کی محبت میں خدا کا پیار ہوتا ہے جس کی آنکھوں سے وہ محبت کی روح کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتے‘‘۔ ’’اور یہ دو شہر، یہ دو محبتیں، ایک ساتھ رہیں گے— شانہ بشانہ یہاں تک ایک دوسرے میں مل جائیں گے حتیٰ کہ دن آخری فیصلہ علیحدگی کا ہو جائے گا‘‘ (ارنیسٹ بار کر، صفحہ 223[10])

4.2.3 انصاف اور ریاست

دونوں شہروں یا ریاستوں کے درمیان امتیاز سے متعلق ایک اہم سوال وہ رشتہ ہے جو انصاف اور دولت مشترکہ (کامن ویلتھ یا Res Republica) کے درمیان ہے۔ اگسٹن، سسرو کی رائے کا حوالہ دیتا ہے کہ ریاست کا مقصد انصاف کا حصول ہے اور خود اظہار خیال کرتا ہے کہ انصاف اور قانون کے بغیر عوام سوائے ڈاکوؤں کے غول کے، کچھ نہیں۔ لیکن وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ صرف ایک عیسائی ریاست ہی منصفانہ ہوسکتی ہے کیونکہ خدا کو اس کا حق ادا کئے بغیر کوئی کسی کو کچھ بھی نہیں دے سکتا۔ خدا کی محبت کے بغیر، کسی انسان کی محبت حقیقی نہیں ہوسکتی۔ اس سلسلہ میں سسرو پر اگسٹن کے تبصرہ نے کئی مشہور عالموں جیسے اے۔ جے۔ کارلائل‘‘[11] اور جے۔ این۔ فگیس [12] کو یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور کیا کہ اگسٹن کے خیال میں انصاف، ریاست کا اہم ضروری جز نہیں ہے

’’ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ سینٹ اگسٹن کا سیاسی نظریہ، مادی طور پر مختلف پہلوؤں سے، سینٹ ایمبر وس اور دوسرے پاپاؤں [13] سے مختلف ہے۔ جو اس قدیمی روایت کے نمائندہ ہیں کہ صرف ایک عیسائی ریاست، ہی منصفانہ ہوسکتی ہے— ریاست اور انصاف کی مکمل پہچان، عیسائیت سے قبل کی تمام ریاستوں کو کسی بھی معنی میں نااہل قرار دیتی ہے۔

لیکن شاید یہ سینٹ اگسٹن کی درست تشریح نہیں ہے۔ میک ال وین[14] اور سبائن [15] نے سینٹ اگسٹن کی تشریح کے لیے استثناء کا رخ اختیار کیا ہے جو اس کی دنیاوی ریاست اور شیطانی ریاست کی شناخت اختیار کرنے کی خود اس کی عدم خواہش کے عین مطابق ہے۔ اگر چہ صرف عیسائی ریاست ہی مکمل معنی میں منصفانہ ریاست ہوسکتی ہے لیکن کوئی غیر عیسائی یا عیسائیت سے قبل کی ریاستوں کے تئیں، انصاف کو منسوب کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ وہ ریاستیں جنھوں نے انسانی ضروریات کی دیکھ بھال کی اور روحانی زندگی کی ترقی کے لیے ذرائع اور مواقع فراہم کئے (سی۔ ایچ۔ میک ال وین، 1932ء اور جی۔ ایچ۔ سبائن)، جن ریاستوں میں مکمل اور متناسب انصاف مجسم ہیں وہ ہمیں ریاستوں کا محاسبہ کرنے کے قابل بناتے ہیں‘‘۔ اگسٹن کے ذریعہ سسرو کی تنقید کے کیا معنی ہیں: ’’اگر چہ خدا کو تسلیم کئے بغیر بھی کوئی قوم، قوم ہوسکتی ہے لیکن اس اعتراف کے بغیر کوئی قوم، اچھی قوم نہیں بن سکتی‘‘۔ (ارنیسٹ بار کر، صفحہ 237)

4.2.4 ریاست، جائداد، جنگ اور غلامی

جیسا کہ ہم پہلے ہی ذکر کر چکے ہیں، اگسٹن ریاست کو فطری قرار نہیں دیتا اگر چہ اس کے خیال میں انسان معاشرتی زندگی کے لیے طبعی رجحان رکھتا ہے۔ امن و قانون کو سختی سے نافذ کرنے کے آلہ کے طور پر ریاست ایک جبری ادارہ ہے جو گناہ کی پیداوار ہے۔ انسان کی معصومیت کے دور میں، اس کے زوال سے پہلے، ریاست موجود نہیں تھی۔ ریاست کے اس حقیر آمیز نظریہ کے معنی یہ ہیں کہ سیاسی تابعداری ہمارا اخلاقی فرض نہیں ہے۔ اگر چہ ریاست گناہ کا نتیجہ ہے لیکن یہ گناہ سے نجات کا مقدس علاج بھی ہے۔ یہاں تک کہ غیر اہل کتاب حکمراں کے عیسائی عوام اپنے حکمراں کی فرمانبرداری کے پابند تھے۔

---

11. اے۔ جے۔ کارلائل‘‘ A.J. CARLYLE
12. جے۔ این۔ فگیس J.N. FIGGIS
13. پاپاؤں FATHERS
14. میک ال وین MACILWAIN
15. سبائن SABINE

سینٹ اگسٹن کو اس بات میں کوئی شبہ نہیں تھا کہ خدا ہی اختیارات عطا کرتا ہے حتی کہ ایک شاطر اور گنہ گار حکمراں کی مکمل اطاعت مقرر کرتا ہے۔ جو کوئی ناجائز طریقہ سے بنائے گئے حکمراں کی مزاحمت کرتا ہے وہ دراصل ''خدا کے فرمان کی مزاحمت کرتا ہے جب تک کہ حکمراں ان کو بے دینی اور روحانی احکامات کی خلاف ورزی پر مجبور نہ کرے۔ اس کی بغیر کسی شرط کے تابعداری کی جانی چاہیئے۔ اس کی دلیل کو بعد میں رومی کلیسائی عدالت احتساب'' نے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

جائداد اور غلامی کے متعلق، اگسٹن کے خیالات واضح طور پر ارسطو کے خیالات سے قطعی انحراف ہے۔ سینٹ کے نظریہ کے مطابق، جائداد اور غلامی فطرتِ انسانی کے خلاف ہیں۔ لیکن زوال شدہ انسان کی حقیقی زندگی میں لازمی ہو گئے ہیں۔

فطری حالات میں جائداد، ملکیتِ عام ہوتی ہے۔ لیکن زوال انسانی کے بعد انسان کی طمع اور ملکیت کی فطری خواہش کے مدنظر ملکیت عام کا نظریہ تقریباً ناممکن ہو گیا۔ اس لیے ریاست کی نگہداشت اور تنظیم لازمی ہو گئی۔ اے۔ جے۔ کارلائل کے الفاظ میں: ''لہٰذا، ذاتی ملکیت عملی طور پر ریاست کی تخلیق ہے اور اس کی تشریح، اس پر ریاست ہی حد قائم کر سکتی ہے اور تبدیلی کر سکتی ہے۔'' لیکن نجی جائداد کا حق پاپاؤں نے تسلیم کیا ہے: ''ایک مناسب اور ضروری رعایت کے طور پر انسان کی غیر مستقل مزاجی کے لیے .... لیکن وہ ادارہ اس فطری حق کو کچل نہیں سکتا جو اس کو دنیا میں فراوانی کی بنا پر حاصل ہوا۔'' (میک ال وین، صفحہ-162)

حضرت آدمؑ کے زوال کے بعد انسان کی گنہ گارانہ زندگی کے پس منظر میں بھی، اگسٹن کے جنگ اور غلامی پر نظریات کو پھیلایا گیا۔ انسانوی معصومیت اور ابدی سکون کے مثالی حالات میں جنگ نا قابل تصور رہی ہو گی لیکن جدوجہد اور عدم سلامتی کے موجودہ دور میں جنگ ایک ضرورت بن گئی ہے حتی کہ اخلاقی اور مذہبی نقطۂ نظر سے بھی ریاست کو اپنی حفاظت اور بدعتوں کو تباہ کرنے کے لیے جنگ اختیار کرنی چاہیئے۔ ابتدائی دور کے عیسائیوں کے برخلاف اگسٹن عیسائیوں کے لیے لازمی فوجی خدمت کی توثیق کرتا ہے وہ منصفانہ جنگ کے نظریہ کی بنیاد ڈالتا ہے جس کو عہدِ وسطیٰ کے مفکرین نے فروغ دیا۔ جنگ کی طرح، انسان کی انسان کے ذریعہ غلامی بھی ابدی قانون کے مطابق نہیں ہے لیکن یہ بھی، بقول ترولش [16]، اگسٹن کا نظریہ ''متناسب فطری قانون'' ہے یہ انسانوں کے گناہ کی سزا ہے اور اس کی اصلاح بھی۔ غلامی کے اگسٹن کے خیالات، ارسطو کے متضاد ہیں۔ وہ رواقیت [17] سے زیادہ قریب ہیں جن کو عیسائی دینیات کی روشنی میں قدرے تبدیل کیا گیا ہے۔ یہ انسان کے زوال کا نظریہ ہے (عیسائیوں کے خیال میں انسان کا زوال ہی اس کے گناہوں کی سزا ہے)

4.2.5 اگسٹن کا اثر

اگسٹن کا دعوی تھا کہ انسان کا سچا مقصد تاریخ کے دائرہ سے بہت آگے ہے۔ تاریخ کو اچھے اور برے واقعات پر مشتمل ہونے کے معنی میں سمجھا جا سکتا ہے (جو اس کے قطعی معنی ہیں) انسانوں کے لئے گناہ اور نجات کا وہ تاریخی ڈرامہ تھا جو وقت ہی اپنی رفتار کے دوران خود حل کر سکتا تھا۔ کوئی بھی دنیاوی ریاست، اندرونی و بیرونی حملہ کے خلاف سلامتی کی ضمانت نہیں دے سکتی تھی۔ یونان اور روم کی قدیم سیاسی روایات کا یہ دعویٰ غلط اور انا پرست تھا کہ انسان کی تکمیل کا عمل، ادراک پسند اور منصفانہ ریاست میں ہو اگسٹن کا یقین تھا کہ خدا نے حکومت کو نفاذ کا حکم دیا پھر بھی انسانی تاریخ تباہ کن جنگوں کی ایک طویل فہرست بیان کرتی ہے انسان کی معقولیت میں قدیم روایات کا یقین اور انسان کی معقول اور منصفانہ ریاست تعمیر کرنے کی صلاحیت چھپی ہوئی تھی۔ آدم کے گناہ کی وجہ سے انسان ہمیشہ غیر مدلل خود پسندی اور خود اپنی معلومات و نفس پر قابو کی کمی کا شکار رہا۔ متناسب امن عالم کو محفوظ رکھنے کے لیے خدائی مختاری سے حکومت کا ادارہ وجود میں آیا اور انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نہیں۔ حکومت انصاف کے بغیر قائم رہ سکتی تھی لیکن اس کے یہ معنی ہونے کہ وہ جبر اور طاقت کے ذریعہ امن حاصل کرنے والے ڈاکوؤں کی ایک ٹولی ہوتی ایک اچھی منصفانہ ریاست، عیسائی ریاست ہوتی ہے۔

اگسٹن دنیا میں ایک دینی ریاست کے قیام کی وکالت نہیں کرتا تھا۔ اس کی بجائے وہ پادریوں کے حلال کردار کو بیان کرتا ہے۔ یہی پادری، انسانوں کی بدعنوان فطرت کے علاج کے لئے قائم بہتر حکومت میں اہم رول ادا کریں گے۔ اگسٹن نے دلیل دی کہ پوری نسل انسانی، آدم کے گناہوں کے نتائج سے

---

16. ترولش TROELTSCH

17. رواقیت STOICISM

18. پیلا گی اس PELAGIUS

بچ نہیں سکتی اور یہ کہ وہ مکمل نیک کام کرنے کے لئے نااہل تھے۔ اگر چہ انسان فطری طور پر معاشرتی تھا پھر بھی وہ غلط انتخاب کر سکتا تھا اور اگر نیکی و اچھائی کا انتخاب کرتا تو صرف خدا کے رحم وکرم اور حدود کی وجہ سے۔ سخت قسم کا نظام انصاف، زیادہ تر لوگوں کو دوزخ میں پہونچا دیتا ہے۔ خدا کے رحم وکرم اور اس کے وجود میں اگسٹن کو پورا یقین تھا۔ اس نے بائبل کی تشریح اس سمجھ کی بنا پر کی کہ خدا محدود تعداد میں روحوں کو نجات دینے کے لئے پہلے ہی منتخب کر چکا تھا جو کسی مورخ کی کسوٹی سے زیادہ قضا وقدر کا مسئلہ تھا۔

اگسٹن نے اپنا خدائی رحمت کا نظریہ ایک برطانوی راہب پیلاگی اس[18] کے ساتھ بحث ومباحثہ کے دوران فروغ دیا۔ اس کا یقین تھا کہ خدا، آدم کے گناہ کو پہلے سے ہی جانتا تھا۔ ایک آزاد خواہش کو جان بوجھ کر برا کہنے کا یہ سوچا سمجھا فیصلہ تھا۔ البتہ تاریخ اور معاشرہ میں ہمیشہ یہی گمان اور خواہشات کے ایسے اجزاء شامل تھے جن پر قابو نہیں پایا جاسکتا تھا اور جو حکومت سازی میں شامل تھے۔ یہاں تک کہ مطلق العنان حکومتوں میں یہ اجزاء ضروری تھے یہ خدا کی ہی رحمت تھی کہ شہری امن وامان قائم کرنے کے لئے حکومت قائم کی گئی سسرو کا نظریہ حکومت جمہوری کی تشریح کرتے ہوئے اگسٹن نے دعویٰ کیا کہ ایک منصفانہ دولت مشترکہ میں عقل مند عوام کثیر تعداد میں شامل تھے جو خدا کی محبت کی بنیاد پر متحد تھے بہ نسبت پورے معاشرہ کی مادی خوشحالی کی خواہش کے۔ سسرو کا روم، لوگوں کو روحانی وجوہات کی بجائے مادی وجوہات کے سبب ایک دوسرے کے قریب لایا۔ اگسٹن کے خیال میں ایک سچی ریاست ایک سچا کلیسا تھا۔

اگسٹن کا دعویٰ تھا کہ ایک سیکولر ریاست، اخلاقی ادارہ تھا اور یہ کہ ریاستیں خود انتخاب کر سکتی تھیں کہ اخلاقی پیمانہ پر صحیح کیا تھا اور غلط کیا تھا جو عیسائی ایک سیکولر ریاست کے آرزومند ہیں، ان کو شہری امن وامان قائم کرنے کی ذمہ داری قبول کر لینی چاہئے۔ ریاست کے تئیں ان کی بعض ذمہ داریاں ہیں۔ ان کی عام ذمہ داریوں میں ایک منصفانہ جنگ لڑنے کی ضرورت بھی شامل ہے۔ ایک منصفانہ، ریاست کے حصول کے لئے بھی منصفانہ جنگ لڑی جانی چاہئے۔ کوئی بھی دنیاوی ریاست مکمل طور پر منصفانہ نہیں ہوتی اس لئے تاریخ نے ایک عیسائی ریاست کا تصور اور اس کا حصول ممکن نہیں تھا۔

انسانوں کے درمیان مساوات کی تصدیق کرتے ہوئے عیسائیت کو عورت کے جسم سے کراہیت تھی۔ اس کی نظر میں وہی عورت مثالی تصور کی جاتی تھی جو پاک دامن، خاکسار، خاموش اور وفادار ہے۔ ابتدائی عیسائی دستاویزات نے ''زور دیا کہ تمام لوگ ——— باپ۔ شوہر۔ ماں۔ بیوی۔ بچے اور آخر میں، غلاموں کو، ایک طے شدہ، طبقہ وار معاشرتی نظام میں قائم رکھا جاتا تھا، سب ایک دوسرے کے تابعدار ہوتے اور بالآخر، سب خوفِ خدا کی وجہ سے پادری اور خدا کے سامنے (اس کا مالک، غلاموں کا مالک) ان کی اولاد اور غلاموں کی حیثیت سے تابعدار تھے (شاء 1994ء 24) چرچ کے اندر عورتوں کے لیے مردوں سے الگ بیٹھنے کی جگہ ہوتی تھی۔ یہی نہیں بلکہ ان کو شادی شدہ، غیر شادی شدہ، بیوہ یا نوجوان لڑکیوں کی حیثیت سے رتبہ بھی دیا جاتا تھا۔ رفتہ رفتہ ان کو مالک خانہ یا سرپرست اور خدا یعنی باپ کے تئیں اطاعت کے طور پر ایک نقاب پہننا ہوتا تھا۔ ان تمام طریقوں کا ایک ہی مقصد تھا: ''ایک بامقصد طریقہ سے عدم شہرت اور خاموشی کو جبراً نافذ کرنا'' (شاء: ایضاً: 24) عیسائیت نے کنوارہ پن کو بہت زیادہ اہمیت دی اور دوبارہ شادی یا طلاق کی سخت مخالفت کی، اس نے بیوگی کو وقار دیا۔

سینٹ اگسٹن نے عورت کو جسمانی طور پر کمزور ہونے کی وجہ سے فوجی خدمت سے مستثنیٰ کر دیا۔ اس کی بجائے وہ اپنے جسم کو عالمی برادری کی خدمت کے لئے استعمال کر سکتی تھی جو خدا کی محبت میں متحد ہوگئی تھی۔ اپنی تصنیف ملک الٰہی'' میں اس نے انسانوں کو دو برادریوں میں تقسیم کیا۔ ایک برادری انسان پر اور دوسری خدا پر مرکوز تھی۔ سسرو کی طرح اس نے 'Civitas' کو ایسی جماعت کا نام دیا جن کے درمیان 'ius' یعنی حق سے معلق معاہدہ تھا۔ سسرو رومن ریاست کو 'ius' کا اظہار سمجھتا تھا۔ اگسٹن کے خیال میں ایک برادری خدا کی محبت یا 'Civitas dei' یا محبت نفس سے مربوط تھی۔ دونوں حکومتیں شہریوں کی جماعتیں تھی۔

'آدمیوں کے شہر' میں لوگ اس دنیا سے متعلق تھے۔ یہ شہر دھوکہ، جوش اور بدی، غلامی اور درجہ بندی کا شہر تھا۔ ملک الٰہی، میں لوگ خدا کی محبت سے بندھے ہوتے ہیں اور مکمل خوشی کے خواہاں۔ وہاں سیاسی اداروں کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ وہاں عدم مساوات اور درجہ بندی نہیں تھی۔ یہی وہ جگہ تھی جہاں خدا کی طرف راغب کئے جانے کے بعد عورت معاشرہ کا حصہ بن سکتی تھی اور مردوں کے برابر حیثیت حاصل کر سکتی تھی۔ جہاں تک عورت کے جسم کا تعلق تھا وہ شہوت پرستی کا اظہار تھا۔ اور ایک گناہ تصور کیا جاتا تھا۔ اگسٹن نے جنسی معاملات میں دوشیزگی عصمت اور پاکدامنی پر زور دیا۔ اس نے بیواؤں کو دوبارہ شادی کرنے سے منع کیا۔

شادی کی وجہ سے ایک شخص اپنے روح کی رغبت کی وجہ سے ڈوب جاتا ہے اور خدا کی محبت سے دور ہو جاتا ہے۔ایک مثالی شادی، پرہیزگاری پر منحصر ہونی چاہئے ملک الٰہی میں جب روح کو اس کے روحانی معنی حاصل ہو جاتے ہیں تو عورت کی گھر کے اندر کوئی ذمہ داری نہیں ہوتی۔

اگسٹن کے نظریہ نے آنے والے دور میں کلیسا سے متعلق نظریہ کی نشوونما کی جو ایک مکمل معاشرہ کی حیثیت رکھتا تھا جس میں ایک خود کفیل برادری کو ضروری اختیارات، جائداد اور حکمرانی کا اختیار حاصل تھا۔اصولاً کلیسا کے دائرہ سے باہر نجات حاصل کرنا ممکن نہیں تھا۔اس اصول کی بنیاد پر اگسٹن نے عہد وسطیٰ میں پاپائی بادشاہت کی تصور کی حمایت کی۔اگرچہ اس نے دو علیحدہ دائروں کی تجویز نہیں رکھی یعنی انسانی اور مذہبی پھر بھی دنیاوی حکومت کے دو دھاری۔روحانی اور مذہبی اختیارات کے حامل بادشاہ کی حمایت میں اس کے نظریہ کا استعمال کیا گیا۔اس نے اس تصور کی حمایت نہیں کہ کہ ریاست کو کلیسا کے ماتحت ہونا چاہئے کیوں کہ وہ ریاست کو ایک مختلف ادارہ سمجھتا تھا اور کلیسا کی سیکولر شاخ نہیں تھا۔لیکن کلیسا، ریاست کو صلاح ومشورہ دے سکتا تھا۔عہد وسطیٰ کے نظریہ سازوں نے ان دلیلوں کو روحانی مقاصد کے لئے، ایک مذہبی ریاست کے نظریہ کی شکل میں فروغ دیا۔اگسٹن کا نظریہ انصاف، 'جمہوز' میں افلاطون کے نظریہ انصاف سے مطابقت رکھتا تھا۔

4.3 سینٹ ٹومس ایک وی ناس — St. Thomas Aquinas

4.3.1 سینٹ ٹومس ایک وی ناس اور وہ شاندار امتزاج

13 ویں صدی میں ارسطو کی تصانیف کی یوروپ میں عربی عالموں کے ساتھ رابطہ کی وجہ سے دوبارہ تلاش ہوئی۔یہ مغربی اور خاص طور پر فکر سیاسی میں ایک زبردست موڑ تھا کیوں کہ اس نے ایک سیکولر معاشرہ کے تصور کی تعمیر میں بہت مدد دی۔ابتداء میں کلیسا، ارسطو کی تصانیف کے خزانے کی تلاش کا مخالف تھا۔سینٹ ٹومس ایک وی ناس[19] (74-1204) نے یونانی فکر کو عیسائیت کے ساتھ مربوط کرنے میں زبردست تعاون کیا۔اس فکر میں ارسطوئیت ایک بڑا جزو تھا۔پھر بھی دوسرے بہت طرز ہائے فکر جیسے رومی، اگسٹن کے ماننے والے یہودی بھی تھے۔اس نے ان سب کو عیسائی فلسفہ کے وسیع تصور کے ماتحت تصور میں مربوط کیا اور ابدی قانون کی ہمیشہ حاوی مافوق الطبیعات یا عقل خدا کو ابدی، عالمگیر اور ناقابل فرمان اصول کے طور پر تسلیم کیا جو پوری تخلیق پر حاوی ہے۔

عقیدہ اور عقل یا مقدس تصور، اور عقل کی تصدیق کے درمیان رشتہ کے مسلہ کو ایک وی ناس نے حل کرنے کی کوشش کی جو خاص طور پر Avenrose کے ذریعہ ارسطوئیت پر حملہ کی وجہ سے پیدا ہوا تھا۔بعد کے یوروپ میں اسلام کے غلبہ اور اسلامی طاقت کے عروج کے پس منظر میں عیسائیوں کی ذہنی زندگی پر زبردست اثر ڈالا۔یہ ایک مقابلہ آرائی تھی جس نے عیسائی قدامت پسندی کے بنیادی اصول کو اگسٹن اور پادریوں کے زمانہ میں تسلیم شدہ بنیادی اصولوں کے لئے خطرہ پیدا کر دیا۔سینٹ ٹومس ایک وی ناس کی دلیل تھی کہ عقیدہ، عقل کے تضاد نہیں ہے بلکہ اس کا معاون ہے۔یہ عقل سے انکار نہیں بلکہ اس میں دوبارہ یقین اور تکمیل، عقل ہے۔اس بنیاد پر اس نے یکساں ریاست کے تنازعاتی دعووں کو حل کرنے کی کوشش کی، ارسطو کے نظریہ کو از سر نو زندہ کیا کہ ریاست نظری ہے اور عیسائی روایت کے مطابق دلیل دی کہ فطری اور لازمی ہونے کے باوجود، ریاست سب سے بلند ادارہ نہیں ہے۔اس کے علاوہ انسان کی ایک اور زندگی بھی ہے۔وہ ایک روحانی وجود ہے جس کا ایک مقدس مقصد ہے۔''شہر یا ریاست، درحقیقت، انسانی فہم وفراست کے ذریعہ تعمیر کردہ سب سے اہم شے ہے۔'' اپنی تصنیف میں ارسطو کی تصنیف 'سیاست' پر تبصرہ[20] میں اس نے یہ تحریر کیا۔ریاست کی عملی زندگی کے علاوہ ایک بلند تر زندگی ہے جو تابع داری اور عبادت خدا کی زندگی ہے۔کلیسا اس بلند تر زندگی کی نشانی ہے۔اس طرح سینٹ ٹومس نے ارسطو کو عیسائی بنا دیا اور اس کی عقلیت کو اگسٹن کے مذہبی فلسفہ کی قطار میں لے آیا۔

سینٹ ٹومس کو اس نقطۂ نگاہ سے دیکھنے کے یہ معنی نہیں کہ اس نے سینٹ اگسٹن کے نظریہ ریاست میں کوئی اہم تبدیلی نہیں کہ اور اس کو جوں کا توں رہنے

---

19. سینٹ ٹومس ایک وی ناس SAINT THOMAS AQUINAS

20. ارسطو کی تصنیف سیاست پر تبصرہ COMMENTARY ON THE POLITICS OF ARISTOTLE

21. اے۔پی۔ڈی۔اینٹرویز A.P.D. ENTREVES

دیا۔ برخلاف اس کے عیسائی دینیات کے بہت سے مقبول عام مذہبی عقائد کی اس نے تردید کی۔ ان میں سے ایک اہم مذہبی عقیدہ یہ تھا کہ ریاست کا وجود گناہ کا نتیجہ تھا اور گناہ کے علاج کا ذریعہ بھی غلامی اور جائداد سے متعلق سینٹ اگسٹن کے نظریات کو سینٹ ٹومس نے تسلیم نہیں کیا۔ سینٹ اگسٹن کے نظریۂ ریاست، جائداد اور غلامی پر ثانی کی گئی اور ان پر ایسے غور کیا گیا کہ ارسطو کے خیالات اور عیسائی فکر کے امتزاج کو ممکن اور معقول بنایا جائے۔ اے۔ جے۔ کارلائل اور اے۔ پی۔ ڈی۔ اینٹرویز۔ [21] نے درست ہی کہا ہے، ''سینٹ ٹومس نے واضح اور خاص طور پر، عہد وسطیٰ کے ریاست، جائداد اور غلامی سے متعلق روایتی رائے عامہ سے تضاد نہیں کیا بلکہ ارسطو کے خیالات کی روشنی میں ان کی تشریح نو پیش کی۔ انٹرویز کہتا ہے، ''اس کے لئے گناہ کا تصور اور اس کے نتائج، صرف اور صرف بنیادی عیسائی عقیدے رہے۔ لیکن وہ خود گناہ کو باطل قرار نہ دے سکا۔ لہٰذا اس کے نتائج کا تعلق انسان کے ذریعہ فطری احکامات پورا کرنے سے علم حاصل کرنے کی صلاحیت سے نہیں۔ دوسرے الفاظ میں، وہ خاص فطری اخلاقی اقدار کے موجود دائرہ کو تتر بتر نہیں کرتا، اسی دائرہ میں ریاست کو اپنے وجود کی وجہ جواز ملتی ہے۔ ریاست کو اس نے ضروری اور مقدس مانا ہے لیکن ارادہ نہیں۔ بدعنوان نسل انسانی کے حقیقی حالات کے مد نظر، ٹومس ایک وی ناس نے، ارسطو کی پیروی کرتے ہوئے انسان کی فطرت سے ہی ریاست کا تصور اخذ کیا۔ (ڈی۔ انٹرویز: ایک وی ناس کی نتیجہ سیاسی تصنیفات [22])

اپنی تصنیف De Degimine Principum میں ٹومس ایک وی ناس، حکومت کے متعلق کہتا ہے کہ اگر انسان تنہا رہ سکتا تو اسے کسی حکومت یا 'dominium' کی ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن خدا نے اس کے لئے معاشرہ بنایا ہے۔ اپنی تصنیف Summa Theologica میں وہ اسی خیال کو زیادہ درست طریقہ سے پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے: حکومت یا 'dominium' دو قسم کی ہوتی ہے (1) غالم پر کسی دوسرے انسان کی حکومت، اور (2) آزاد انسان کی دوسرے آزاد انسانوں پر حکومت ظاہر ہے اول معنی میں، انسان کے زوال سے قبل، اس کی معصومیت کی حالت میں کسی دوسرے کی حکمرانی بہت ہو سکتی تھی۔ لیکن دوسرے معنی میں، ان حالات میں بھی ایک انسان کی دوسرے انسانوں پر قانونی حکومت ہو سکتی تھی۔ اس کی وجہ ہے انسان کا لازمی طور پر معاشرتی وجود ہونا اور معاشرتی زندگی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ ایسا حکمراں نہ ہو جو انسان کی فلاح عامہ کی جانب رہنمائی کرتا ہو۔ مزید یہ کہ عدم سہولت کا معاملہ ہونا کہ وہ شخص جو دوسروں کے مقابلہ میں اور نیکی میں اعلیٰ ہو، ایسے شخص کو اپنی صلاحیت کا استعمال نہ کرنے دیا جائے۔

جائداد سے متعلق، سینٹ ٹومس ایک وی نائس کو اگسٹن اور پادریوں کے اس دعویٰ کا بھی سامنا تھا کہ نجی جائداد اور انسان کی خراب اور لالچی فطرت کا نتیجہ ہے۔ یہ ارسطو کے اس نظریہ کے براہ راست مخالف تھا کہ اچھی زندگی کے لئے جائداد کو انسان کی اصلی فطرت کے برخلاف قرار دیا۔ لیکن موجودہ خستہ حالی میں اس کو ضروری اور مفید قرار دیا۔ یہ خدا کے ذریعہ عطا کردہ عام وسائل کے انتظام واستعمال کے لئے بہتر حالات اور ضروری ذرائع بہت کراتی ہے۔ سینٹ ٹومس کے مطابق چیزیں حاصل کرنے اور تقسیم کرنے میں فرق ہے۔ ایسا کرنا قانون کے مطابق ہے کیوں کہ یہ بہتر کارکردگی کی جانب لے جاتی ہے۔ ان کا استعمال فلاح عامہ کے لئے کیا جانا چاہئے۔ وہ کہتا ہے کہ تمام چیزیں فطری قانون کے مطابق ملکیت عامہ ہیں۔ اور کسی آدمی کا کچھ نہیں ہے۔ لیکن نجی جائداد کی ابتداء مثبت قانون نے کی جس کو انسانی عقل نے فطری قانون کی شکل دیدی۔ بہتر کارکردگی اور انتظامی مفاد میں یہ فطری قانون کی توسیع ہے۔

اگرچہ سینٹ ٹومس نجی جائداد کے ادارہ کو تسلیم کرتا ہے لیکن اس کو نا قابل انتقال اور نا قابل منقسم فطری حق تسلیم نہیں کرتا۔ جدید حریت پسندی کے معنی میں، سینٹ ٹومس کے یہاں کوئی نظریۂ حق ہی نہیں ہے۔ جائداد کی ملکیت کا آخری مقصد انسانی برادری سے متعلق ہے اس کو نجی جائداد حاصل کرنے کا پورا حق حاصل ہے اگر فلاح عامہ کے لئے ایسا کرنا ضروری۔ اگر فاقہ سے خود کو بچانے کے لئے ایک فاقہ زدہ کے پاس کوئی اور ذریعہ نہ ہو تو وہ چوری کر سکتا ہے۔

سینٹ ٹومس کے یہاں، غلامی سے متعلق مصلحت پسندی اور موافقت کا جذبہ نظر آتا ہے۔ ارسطو کے برخلاف، وہ غلامی کو بے لاگ طریقہ سے حق بجانب قرار نہیں دے سکتا کیونکہ عام طور پر کلیسائی نظریہ جو تسلیم کیا جاتا تھا وہ یہ تھا کہ معصومیت کی حالت میں ہر شخص آزاد تھا۔ درحقیقت، غلامی کے سوال پر سینٹ ٹومس، دوسرے مسائل کے مقابل، زیادہ مبہم اور غیر واضح ہے بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ غلامی اس بات پر منحصر ہے کہ بعض افراد کے لئے آزاد ہونے سے بہتر غلام ہونا ہے۔ دوسرے موقع پر وہ کہتا ہے کہ انسان کے فطری اور ابتدائی دور میں غلامی کا وجود ہی ہو نہیں سکتا تھا۔ مختصراً، اس کے نقطۂ نظر کو کارلائل نے اس طرح بیان کیا ہے کہ غلامی فطری ادارہ نہیں ہے لیکن عقل پر مبنی ہے۔ باالفاظ دیگر، حقیق بدعنوان حالات میں فطری ہے۔

---

22 ڈی۔ انٹرویز: (ایک دی ناس کی نتیجہ سیاسی تصنیفات) D. ENTREVES (ACQUINAS SELECTED POLITICAL WRITING)

4.3.2 قانون اور ریاست

سینٹ ٹومس کے سیاسی نظریہ کا بنیادی اصول اور حقیقی بنیاد — ابدی قانون یا عقل خدا ہے جو کائنات کی حقیت کے چار مراحل میں اپنا اظہار کرتا ہے۔ پھر بھی ایک ہی رہتا ہے۔ یہ ابدی ہے، قدیم ہے اور نا قابل خلاف ورزی ہے۔ یہ اپنے مکمل اظہار میں سوائے ادراک اور خلقی ہے۔ یہ عقل خدا سے مشابہہ ہے اور اس کی حد کا کوئی علم نہیں۔ انسان اس کا صرف کچھ حصہ ہی سمجھ سکتا ہے۔ فطری قانون (Lex Naturalis) کے معنی ہیں "ابدی قانون میں ذی فہم مخلوق کی حصہ داری۔" یہ ابدی قانون (Lex Aventerna) کا وہ حصہ ہے جس کو انسان اپنی عقل و فہم سے سمجھ لیتا ہے جو ایک فطری صلاحیت ہے۔ خدا انسان پر جو کچھ ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ صحیفوں میں عطا کیا جاتا ہے وہ مذہبی قانون کہلاتا ہے مذہبی قانون کی ایک مثال وہ اصول ہیں جو خدا نے یہودیوں کو عطا کئے یا عیسیٰ پر نازل کئے۔ اگر چہ مذہبی قانون، فطری قانون سے بالاتر ہے لیکن اس کی تردید نہیں کرتا بلکہ اس میں اضافہ کرتا ہے۔ فطری قانون کو انسان معاملات اور سیاسی طاقت پر نافذ کرنا، انسانی قانون ہے۔ یہ اگر چہ فطری قانون سے اخذ کیا جاتا ہے پھر بھی یہ قانون عارضی اور اضافی ہے۔ یہ معاشرہ کے بدلتے حالات اور ضروریات کے مطابق تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ ایک اہل حکمراں کو جس کو اپنی برادری کی فکر ہو، اس کا اشتہار کرنا چاہیئے۔ سینٹ ٹومس اس کی درج ذیل طریقہ سے تعریف کرتا ہے: "قانون، مفاد عامہ کے لئے عقل و فہم کا حکم جس کی اس انسان نے تشریح کی ہو جس کو برادری کی فکر ہو۔"

یہ واضح ہے کہ سینٹ ٹومس کی نظر میں، قانون ہی تمام سیاسی اقتدار کا ماخذ ہے۔ وہ قانون کے رضا کارانہ نظریہ کا مخالف تھا جس کے مطابق قانون، مقتدر اعلیٰ کی مرضی کا اظہار ہے۔ وہ Principium یا اقتدار کا ضروری حصہ ہے جو خدا کے حکم سے جاری ہوتا ہے اس کی دستوری شکل عوام طے کرتے ہیں۔" البتہ درست طریقہ سے مفاد عامہ کے لئے قانون، پہلا اور سب سے اعلیٰ فرمان ہے۔ مفاد عامہ میں کوئی حکم جاری کرنے کا حق یا تو سب کو حاصل ہوتا ہے یا سب کی جانب سے کسی ایک مقرر کردہ شخص کو۔ لہٰذا قانون کے نفاذ کا اختیار یا تو سب کو یا عوام کے ذریعہ مقررہ کردہ ایک شخص کو حاصل ہوتا ہے جس کو سب کی پرواہ ہوتی ہے۔

سیاسی اقتدار سے متعلق سینٹ ٹامس کا نظریہ عوام کے تئیں ذمہ داری پر زور دیتا ہے جو مفاد عامہ کی نگراں ہوتی ہے۔ لیکن اس سے یہ معنی اخذ نہیں کئے جائیں کہ اس سے مراد اقتدار عامہ یا دستوری حکومت ہے۔ بادشاہ کی عوام کے تئیں ذمہ داری کو انسانی برادری کا کوئی آزاد ادارہ نافذ نہیں کرسکتا۔ میک ایل ون کہتا ہے: سینٹ ٹومس کے بادشاہ کی عوام کے تئیں اولین ذمہ داری ہے جس پر کل اقتدار منحصر ہے جو قانون کا محرر ہے اور عام معنی میں، یہاں تک کہ آزاد سیاسی معنی اس کو عوام الناس کے تئیں ذمہ دار کہا جاسکتا ہے۔ جنہوں نے اس شخص کو اقتدار تک پہونچایا اور جو اپنی مطلق العنانیت سے ان کا صفایا کرسکتا ہے لیکن قطعی قانونی معنی میں وہ اپنے دائرہ کار میں، انسانی قانونی کے عام انتظام میں مکمل بااختیار ہے۔ اس میدان میں کوئی اس سے بالاتر نہیں اور وہ کسی کے تئیں ذمہ دار نہیں جبریہ طاقت کے معنی میں، انسانی قانون کے متعلق سینٹ ٹومس کہتا ہے: بادشاہ قطعی آزاد ہوتا ہے۔ ایک بادشاہ 'legibur—soluties' بریکٹن[23] کی قانونی کہاوت کے مثل، کے خلاف کوئی عرضی نہیں ہوتی۔ (سی۔ ایچ۔ میک ایل وین 331-330)۔ یہ سچ ہے کہ سینٹ ٹومس، مطلق العنانیت کے خلاف تھا۔ اس نے مطلق العنانیت کی اتنی ہی شدت سے ملامت کی جیسے جان آف سیلس بیری[24] نے کی۔ لیکن وہ اس کو حق بجانب قرار دینے کی حد تک نہیں گیا۔ لارڈ ایکٹن[25] کا مشہور قول ہے کہ سینٹ ٹومس پہلا وھگ[26] تھا۔ جو ریاست کے اختیار میں اخلاقی پابندی کے اصول کا مبالغہ آمیز طریقہ سے اجاگر کرنے طریقہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے معنی بہت واضح یا جامع نہیں ہیں۔ اگر ایکٹن کے ذہن میں بادشاہ کی قانونی حد کا تصور تھا تو سینٹ ٹومس وھگ نہیں تھا، اگر صرف اخلاقی تصور تھا تو یقیناً وہ پہلا نہیں تھا۔" (میک ایل ون۔ 331)۔

4.3.3 کلیسا اور ریاست

کلیسا اور ریاست کے مابین تعلقات سے متعلق سینٹ ٹومس کا نظریہ قانون اور ریاست واضح ہے۔ دنیا میں انسان کے مختلف مفادات اور مسائل کی یہ

---

23. بریکٹن BRACTON

24. جان آف سیلس بیری JOHN OF SALIS BURY

25. لارڈ ایکٹن LORD ACTION

26. وھگ WHIG

ادارے نمائندگی کرتے ہیں۔ ان کو اپنے مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہم آہنگی اختیار کرنی چاہئے۔ یقیناً، ایک سچے فلسفیانہ معنی میں، کلیسا ریاست سے بالاتر ہے جیسے جسم سے روح ہے لیکن دونوں کو مل جل کر کام کرنا ہوتا ہے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جو بالآخر نجات یا روحانی بصیرت ہے۔ حقیقی زندگی میں کشیدگی کا امکان ہے لیکن ضبط اور توازن بہت اہم ہے۔

ایک وی ناس کے نزدیک، سیاست محض ایک تکنیک ہے، جس کو محض اس کے حصول، کارکردگی اور کامیابی کے معیار کی بنا پر کہا نہیں جا سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیاست کے معنی ہمیشہ اخلاقی ذمہ داری، بحث و مباحثہ، باہمی رضامندی اور انتخاب کے ہوں گے۔ یہ خالص سائنسی عمل نہیں بلکہ اخلاقیات کا ایک حصہ ہے ایکوی ناس نے درست ذرائع انتخاب کی اہمیت پر زیادہ زور دیا اور بتایا کہ درست ذرائع کا انحصار، مقاصد پر ہوتا ہے اور وہ مقصد اخلاقی ہوتے ہیں۔ سب کی بھلائی کا مقصد جو فرد اور خاندان سے زیادہ اہم ہے یہی سیاست کا درست مقصد ہے۔ جہاں تک مقاصد اور اقدار کے مسئلہ کا تعلق ہے۔ ایکوی ناس کو عیسائیت کی ظاہری سچائیوں اور انسانی عقل کی سچائیوں کے درمیان، کوئی تضاد نظر نہیں آتا۔ عقل و فہم اور عقیدہ، انسانی فطرت اور روحانی اقدار، ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔ خدا نے انسان کو اچھائی جاننے کی صلاحیت دی حالانکہ انسان برائی کی جانب راغب ہے پھر بھی اچھے و نیک اعمال کی اہلیت رکھتا ہے۔ آدم کے زوال سے انسان کی ذہنی صلاحیت کو نقصان نہیں پہونچایا۔ گو کہ انسان اپنی بھلائی جانتا ہے پھر بھی اس کو نجات حاصل کرنے کے لئے خدا کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک وی ناس نے اندرونی و بیرونی اقتدار اعلیٰ پر حدود قائم کیں۔ اس نے جنگ کو ایک برائی قرار دیا لیکن یہ برائی لازمی تھی جس کو محدود ترین حالات میں حق بجانب قرار دیا جا سکتا تھا۔ اس کو ایک درست جنگ ہونا تھا۔ جنگ کے لئے مخصوص حالات کا ہونا بہت ضروری تھا۔ یہ حالات تھے۔ جائز اختیار، درست مقصد اور نیک ارادہ۔ ایک مقتدر اعلیٰ کی عدم موجودگی میں جنگ ہی آخری ہتھیار تھا۔ جس کا تعلق ایک مخصوص ریاست سے جڑا ہوا تھا۔ اس کے اقتدار کا نتیجہ اور ثبوت یہ تھا کہ اقتدار قطعی اور لامحدود نہیں تھا۔

ایک وی ناس سیکولر ریاست کی بات کرتا تھا لیکن یہ دلیل بھی دیتا تھا کہ دنیاوی شعبے بالآخر روحانیت کے تابع ہیں۔ اس نے کلیسا میں عقیدت مندوں کے مفاد عامہ اور روحانی مفاد کو مرکوز کیا جو بحیثیت معلم، زندگی کی بہتری کو فروغ دیتا ہے اور اسی وجہ سے دونوں — کلیسا اور ریاست کو ایک عیسائی مدنی معاشرہ کے درمیان، ہم آہنگی کی حمایت میں پیش کرتا ہے دنیاوی خوشی، بالآخر آخرت کی راحت کی جانب لے جائے گی۔

ایک وی ناس کے کے نظریہ ریاست نے متاخرہ مغربی سیاسی فکر کو عقل و خود مختاری پر مبنی سیکولر ریاست کی نظریہ سازی کی جانب قدم بڑھانے کے قابل بنایا۔ اس کے بعد چودھویں صدی میں ایک وی ناس کی دلیل کو، ایک سیکولر مثالی نظام کے فروغ، نمائندگی کے بنیادی تصورات اور موجودہ دور کے دستوری خاکہ کو، مارسی لی او آف پیڈوآ[27] اور ولیم آف اوک ہم[28] کی نمائندہ تصنیفات کی شکل میں، اس کے مقاصد کی منزل تک پہونچا دیا۔

4.4 خلاصہ Summary

سینٹ اگسٹن، یوروپ میں، عہد وسطیٰ کے ابتدائی دور کا سب سے عظیم عیسائی فلسفی تھا اور سینٹ ٹامس ایک وی ناس، عہد وسطیٰ کے آخری دور کا عیسائی فلسفی تھا۔ سینٹ اگسٹن نے افلاطون، ارسطو، سسرو اور پلوٹی نس کے روایات کی تشریح نو کی اور انسان کی دوہری فطرت — دنیاوی اور روحانی کے تصور کے ساتھ ان روایات کو نئے معنی دئے۔ ان دونوں کو مساوی اہمیت ملنی چاہئے۔ اگر چہ وہ ریاست کو فطری قرار نہیں دیتا لیکن اس کے یہ معنی بھی نہیں کہ شہریوں کے تئیں سیاسی فرماں برداری کوئی اخلاقی فرض نہیں۔

سینٹ ٹومس ایک وی ناس نے فکر کے مختلف مرکبات — ارسطوئی رومی، آبائے کلیسا کی، اگسٹن کی اور یہودی — سب کو یکجا کر دیا اور عیسائی فلسفہ کی ایک مکمل شکل دی۔ سینٹ ٹومس کا خیال تھا کہ عقیدہ کا ذہن سے کوئی تضاد نہیں بلکہ اس کی توصیف ہے۔ یہ ادراک سے انکار کے بجائے اس میں یقین نو ہے۔

27. مارسی لی او آف پیڈوآ MARLSIO OF PADIUA

28. ولیم آف اوک ہم WILLIAM OF OCKHAM

وہ ارسطو سے اس بات میں اتفاق کرتا تھا کہ ریاست فطری ہے اور اس کا دعویٰ تھا کہ یہ اعلیٰ ترین ادارہ نہیں ہے۔ اس نے ارسطوئی نظریہ کو مسیحائی بنا دیا لیکن اس نے عیسائیت کے بہت سے مقبول عام نظریات کی تردید کی اور غلامی و جائداد پر اگسٹن کے خیال کو قبول نہیں کیا۔

4.5 مشق — Exercises

1) سینٹ اگسٹن کی دو ریاستوں کے تصور کی وضاحت کیجیے۔ کس معنی میں وہ عیسائیت کا حامی تھا؟

2) عقیدہ اور عقل کے مابین رشتہ سے متعلق سینٹ ٹومس ایکوی ناس کے کیا خیالات تھے؟

3) سینٹ اگسٹن کے خیالات، کن معنی میں، سینٹ ٹومس ایکوی۔ ناس سے مختلف تھے؟